حاصل کی گئی۔ افسانہ، ڈرامہ، شاعری اور ادب کے ذریعہ جنسی اعمال و کیفیات کی تشریح ہونے لگی۔ اور عورت کا مقصد صرف اور صرف یہ رہ گیا کہ وہ مرد کے جنسی جذبات کی تکمیل اور تسکین کرے۔ غرضیکہ عورت مرد کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئی اور اب وہ واپس گھر کی چار دیواری میں جانے کے قابل نہ رہی۔

اس بے قید آزادی کا دوسرا گھناؤنا نتیجہ یہ نکلا کہ خاندانی نظام تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ خاندانی نظام عورت کی وجہ سے قائم تھا اور وہی اس کے نظم و نسق کو سنبھال رہی تھی۔ لیکن جب وہ گھر سے باہر کارخانوں، دفتروں اور دوسرے اداروں میں کام کرنے کے لیے گئی تو اس کی زندگی کی ساری تگ و دو گھر سے باہر ہونے لگی۔ بیرونی مصروفیات سے اس کا گھر عدم توجہی کا شکار ہو کر برباد ہو گیا۔ خاندان معاشرہ کا بنیادی پتھر ہوتا ہے۔ اس کی بربادی پورے سماج کی بربادی ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پورا معاشرہ درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ عورت اور مرد کے درمیان محبت کا رشتہ ختم ہو گیا۔ والدین اور اولاد کی محبت کا رشتہ کمزور پڑ گیا۔ اولاد سے والدین کی محبت کا مرکز چھن گیا، اور نرسنگ ہاؤس (Nursing Houses) کے حوالے ہو گئے۔ والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھن گیا۔ غرضیکہ وہ سارے رشتے اور تعلقات جو خاندان کی بقا اور مضبوطی کا باعث ہوتے ہیں ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے۔ اور انسان اس سکون سے یک قلم محروم ہو گیا جو ایک خاندان ہی اسے فراہم کر سکتا ہے۔

تیسرا نقصان اس آزادی کا یہ ہوا کہ عورت کے حقوق اور ذمہ داریوں میں تناسب اور توازن قائم نہ رہا کیونکہ عورت کی فطرت میں اللہ نے ماں بننا رکھا ہے تاکہ اس کی گود میں نسل انسانی پروان چڑھ سکے۔ اس کے لیے جن جذبات و احساسات اور جن صلاحیتوں اور قوتوں کی ضرورت ہے وہ بھی فطرت نے اس میں رکھے ہیں۔ لیکن کارخانوں اور دفتروں کی کارکردگی نے اس کے ان جذبات اور ان صلاحیتوں کو ضائع کر دیا۔ نسل انسانی کو آگے بڑھانا کوئی ہنگامی اور وقتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک طویل اور دشوار گزار عمل ہے۔ اس میں حمل، ولادت، رضاعت اور بچہ کی پرورش اور تربیت وغیرہ ایک طویل سلسلہ ہے۔ عورت کی بیرون خانہ مصروفیات کی وجہ سے اس کے پاس اس عمل کے لیے کوئی وقت نہ ہے۔ لہٰذا مغربی ملکوں میں اولاد کا سلسلہ کم ہو گیا اور ملکی آبادی خطرناک حد تک گرنے لگی۔ یہاں تک کہ بعض حکومتوں کو بچے پیدا کرنے کے لیے لوگوں کو ترغیب (Incentive) دینا پڑا۔

چوتھا خطرناک نتیجہ اس بے قید آزادی سے یہ برآمد ہوا کہ عورت اور مرد کے درمیان باہمی محبت اور ہمدردی کا جذبہ، جو ایک فطری جذبہ تھا، حقوق کی اس جنگ اور مادر پدر آزادی نے اس فطری جذبہ کو مجروح بلکہ نیم جان کر دیا۔ اس جذبہ کے فقدان سے عورت کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا، اس لیے کہ صرف قانون اس کے مسائل حل نہیں کر سکتا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان مساوات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے لیکن عملاً مساوات برتی نہیں جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ قانون نے اس کو جو معاشرتی اور سماجی حقوق دیے ہیں ان سے وہ پوری طرح بہرہ یاب نہیں ہو پاتی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ عورت بر سر بازار بکنے لگی، اس کی عزت و آبرو بے دریغ لٹ رہی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ قانونی طور پر یورپ اور امریکہ میں عورت کو بڑا تحفظ دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب کبھی عورت اور مرد کا جھگڑا ہو کر مقدمہ عدالت میں جاتا ہے تو عدالت مرد کی نصف جائداد اور دوسرے اور کئی حقوق کی رقم کی ڈگری عورت کے نام کر دیتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرد اس فیصلہ سے سخت پریشان ہو جاتا۔ اب مردوں نے یہ صورت اختیار کی کہ بغیر نکاح کے اس نے عورت کے ساتھ زن و شوئی کے تعلق رکھنے شروع کر دیے۔ اور آج یورپ میں ۸۰ فیصد مرد اور عورت بغیر قانونی نکاح کے شوہر اور بیوی بن کر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اب اگر عورت کا مرد کے ساتھ کوئی تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے تو قانون اس کو کوئی تحفظ نہیں دیتا کیونکہ وہ اس مرد کی داشتہ تھی قانونی بیوی نہ تھی۔

مختصر یہ کہ عورت کتنے ہی قانونی حقوق کیوں نہ حاصل کر لے، ان سب کا اسے ملنا آسان نہیں۔ عورت مرد سے لڑ کر یہ حقوق حاصل نہیں کر سکتی۔ وہ صرف اس صورت میں اسے مل سکتے ہیں جب مرد اسے دینا چاہے۔ اور مرد اسی صورت میں اسے یہ حقوق دے سکتا ہے جب اس کے دل میں عورت کے بارہ میں ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہو اور وہ عورت کے ساتھ زیادتی کو گناہ اور جرم سمجھے۔

اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے عورت کو وہ سب بنیادی حقوق دیے جن سے وہ عرصہ دراز سے یک قلم محروم چلی آ رہی تھی۔ اور اسلام ان حقوق کو صرف قانون کی زبان بیان کر کے خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ وہ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ مرد میں اس کی ادائیگی کا زبردست جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔

اسلام نے عورت کو دنیا میں پہلی بار سوسائٹی میں ایک اہم درجہ دیا۔ چنانچہ ایک مغربیہ دانشور مسز اینی بسنت (Mr. Annie Besant) نے لکھا ہے:

"ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ عورتوں کے متعلق اسلام کے قوانین ابھی حالیہ زمانہ تک انگلستان میں اپنائے جا رہے تھے۔ یہ سب سے زیادہ منصفانہ قانون تھا جو دنیا میں پایا جاتا تھا۔ جائداد، وراثت کے حقوق اور طلاق کے معاملات میں یہ مغرب سے کہیں آگے تھا اور عورتوں کے حقوق کا محافظ تھا۔ یک زوجگی اور تعدد ازدواج کے الفاظ نے لوگوں کو مسحور کر دیا ہے، اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت پر نظر نہیں ڈالنا چاہتے جسے اس کے اولین محافظ سڑکوں پر صرف اس لیے پھینک دیتے ہیں کہ ان سے ان کا دل بھر جاتا ہے، اور پھر اس کی کوئی مدد نہیں کرتا۔"

(Annie Besant : The Life and Teaching of Muhammad - 1932, p.3)